ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۳ جولائی ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ڈیڑھ روپیہ

حدیث اور معاشرت

ترتیب ——— محمد منصور الزمان صدیقی

حقِ ہمسایہ

اگر تیرا پڑوسی تیرے تنور میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا سامان ایک آدھ دن کے لئے تیرے گھر میں رکھنا چاہے تو تُو اسے منع نہ کر۔

ایمان کا تقاضا

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی عزت کرے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کو آزار نہ دے۔ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات منہ سے نکالے ورنہ چپ رہے۔ (البخاری)

دست کشی

جب دستر خوان بچھایا جاتے تو کوئی شخص نہ اٹھے۔ یہاں تک کہ دستر خوان رکھا نہ جائے اور اپنا ہاتھ کھانے سے نہ کھینچے۔ یہاں تک دوسرے لوگ اطمینان سے نہ کھائیں۔ خواہ وہ خود سیر ہو ہی گیا ہو اور اگر پہلے اٹھنا چاہتا ہے تو اپنا عذر بیان کر دے۔ عذر کے بغیر دست کشی کرنا دوسروں کو شرمندہ کرنا ہے اور وہ بھی اپنے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور ممکن ہے انہیں کھانے کی حاجت ہو۔

صبر کا پھل

جو شخص مانگنے سے بچے گا، خدا اسے محتاجی سے بچائے گا۔ جو طبیعت کو مجبور کر کے صبر کرے گا، خدا اسے صبر کی توفیق دے گا اور صبر سے بہتر اور فراخ چیز کوئی نہیں۔

طلب تقاضا

جو تم سے پناہ مانگے اُسے پناہ دو، جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے، اسے دو اور جو تمہیں دعوت پر بلائے اس کی دعوت قبول کرو۔

مفارقت

جو کوئی ماں اور اس کے بچوں کے درمیان جدائی ڈالے گا خدا قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

سُود خوار

معراج کی رات میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہُوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے بڑے بڑے گھڑے اور ان میں سانپ تھے جو پیٹوں سے باہر کی طرف سے دکھائی دے رہے تھے۔ مَیں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا یہ سود خوار ہیں۔

خواص و عوام

خدا عام لوگوں کا خاص لوگوں کے گناہوں کے باعث مواخذہ نہیں کرتا۔ جب تک کہ خواص اپنے سامنے بُرے کام ہوتے دیکھیں اور ان کے مٹانے پر قادر ہوتے ہوئے انہیں نہ مٹائیں پس جب خواص ایسا کرتے ہیں۔ تو خدا عام اور خواص دونوں کو عذاب دیتا ہے۔

مبالغہ

جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو

(باقی ۶ پر)

عید ایک مبارک وسعید دن

عید کا لفظ "عود" سے مشتق ہے۔ لفظ عود کے معنی لوٹنے کے ہیں گویا یہ ایک ایسا سعید مبارک دن ہے جبکہ خوشیاں اور مسرتیں اور شادمانیاں پھر سے لوٹ آتی ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے فرحت اور مسرت کا موجب بنتی ہیں۔ عیدالفطر کی تقریب سعید ۲ ر ہجری میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بعد شروع ہوئی۔ پہلی عیدالفطر اس وقت منائی گئی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کے ایک سال چھ ماہ گزر گئے تھے۔

اسلام چونکہ آخری اور مکمل دین ہے اس لیے اس میں اوّل تا آخر حتیٰ کہ تہواروں میں بھی لہو ولعب اور خرافات کے بجائے خشیتِ الٰہی اور تقویٰ وپرہیزگاری کے روح پرور مناظر نظر آئیں گے۔ اسلامی تہواروں کا مقصد یہی ہے۔ کہ لوگوں میں خداترسی کا جذبہ اور اعلیٰ درجہ کا اخلاق پیدا کیا جائے۔

ابتدائے آفرینش سے دنیا کی ہر قوم وملت میں اجتماعی مسرت اور شادمانی کے ایام ملتے ہیں۔ ہر قوم وملّت اپنے رواج وعقائد کے مطابق اجتماعی خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ کوئی قوم موسم بہار کی رنگینیوں کو یومِ مسرّت کے لیے مخصوص بنائے ہوئے ہے تو کوئی قوم اپنے مذہبی رہنماؤں روحانی پیشواؤں اور سیاسی لیڈروں کے یوم ولادت پر اجتماعی خوشی کا اظہار کرتی ہے۔

اہل اسلام کے علاوہ ہر قوم وملّت کی اجتماعی خوشی برائے خوشی ہوتی ہے۔ فرد، ملّت یا خدا اور بندے کے درمیان رشتہ اور تعلق کو استوار یا مضبوط کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ اسلام ہی وہ منفرد مذہب ہے جس میں عظیم ترین اجتماعی تہواروں پر بھی پورے نظم وضبط اور مساوات، اتحاد ویگانگت اور جذبۂ ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

یہ تقریب اجتماعی مساوات کا مظہر ہے

اسلام نے سال میں دو جشن منانے کی اجازت دی ہے۔ ایک کا نام "عیدالفطر" اور دوسرے کا نام "عیدالاضحیٰ" ہے۔ دونوں موقعوں پر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اس کے اظہار کے لیے عید کا نام ہی ضرب المثل بن گیا ہے۔

عید سے حقیقی لطف اٹھانے کے لیے پہلے پورے ایک ماہ کے روزے رکھیئے۔ صبح سے شام تک اپنے اوپر کھانا پینا حرام کر لیجئے۔ راتوں کو تراویح میں قرآن مجید سنئے۔ پھر جب ہلال عید نظر آئے تو اس وقت اس عبادت کا شکر یوں عبادت ہی کی صورت میں منائیے۔ عید کی مسرت اور شادمانی میں بھی خداپرستی کے عناصر کو ایسا سمویا اور پرویا گیا ہے کہ قالب اگرچہ جشنِ انبساط اور سرورِ انبساط کا ہے لیکن روح اس میں بھی عبدیت اور انابت الی اللہ کی ہے۔

عید بلاشبہ خوشی کا دن ہے لیکن خوشی منانے کا جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ہمارے سامنے پیش فرمایا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہی طریقہ مسلمانوں کو اپنانا چاہیے۔ کیونکہ اس میں ہماری نجات ہے۔

عہدِ رسالت میں عید کے روز لوگ صبح کو (مسلمان مرد، عورت اور بچّے) سب غسل کرتے تھے۔ اور اچھے سے اچھے کپڑے جو خدا نے انہیں دیے ہوں، پہن کر نکلتے تھے۔ عید میں نماز کے لیے جانے سے پہلے تمام خوشحال ایک مقررہ مقدار میں کھانے کا سامان یا اس کی قیمت غریبوں کو

دیتے ہے۔ تاکہ کوئی شخص عید کے روز بھوکا نہ رہ جائے۔ ذرا دن چڑھنے پر سب لوگ گھروں سے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ حکم تھا کہ عورت، مرد، بچّے سب نکلیں تاکہ مسلمانوں کی کثرت اور اس کی شان کا اظہار ہو۔ خدا سے دعا مانگنے میں بھی سب شریک ہوں۔ اور اس اجتماعی مسرّت میں بھی سب کو شرکت کا موقع مل جائے۔ عید کی نماز مسجد کی بجائے باہر میدان میں ہوتی تھی تاکہ بڑے سے بڑا مجمع ہو سکے۔

عیدگاہ میں جب لوگ جمع ہو جاتے تو صفیں باندھ کر سارا مجمع رسولِ خدا کی امامت میں پوری باقاعدگی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ جمعہ کی نماز کے برعکس یہ خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی اپنے ہادی ورہنما کی اس اہم تقریر کے وقت موجود رہیں۔ جس کا موقع سال میں صرف دو ہی بار آتا ہے پہلے ایک تقریر مردوں کے سامنے ہوتی۔ پھر آپؐ میدان کے اس حصّہ کی طرف جاتے جہاں عورتیں جمع ہوتی تھیں اور وہاں بھی تقریر فرماتے تھے۔ ان تقریروں میں تعلیم وتلقین اور وعظ ونصیحت کے علاوہ اسلامی تنظیم کے متعلق ان تمام مسائل پر بھی روشنی ڈالی جاتی تھی جو اس وقت درپیش ہوتے تھے۔ پھر یہ مجمع عیدگاہ سے پلٹتا تھا اور حکم یہ تھا کہ جس راستے سے آتے ہو اس کے خلاف دوسرے راستے سے گھروں کی طرف واپس جاؤ۔ تاکہ بستی کا کوئی حصّہ تمہاری چہل پہل سے اور تمہاری تکبیروں کی گونج سے خالی نہ رہ جائے۔

آج تکبیروں کی گونج سے
کوئی گوشہ خالی نہیں رہیگا

بس یہ عید تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منائی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ نوجوان لوگ کچھ کھیل کود بھی لیتے تھے۔ بلکہ اسلامی معاشرہ کے سربرآوردہ حضرات تو ان جوانوں کی جائز اور معصوم خوش فعلیوں میں بھی حصہ لینے سے اجتناب کرتے تھے تاکہ ان کی ہمت افزائی نہ ہو جس سے وہ ناروا مظاہرے کرنے کی جرأت کرنے لگیں۔

ایک مستند روایت میں ہے کہ ایک دفعہ عید کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پڑوس کی دو لڑکیاں بیٹھی گیت گا رہی ہیں۔ گیت کا مضمون جنگِ بعاث کے زمانے کا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تفریح میں دخل نہ دیا۔ اور خاموشی کے ساتھ ایک کونے میں چادر اوڑھ کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹ پلائی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ کیا شیطانی حرکت ہو رہی ہے۔ ان کی آواز سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا۔

"رہنے دو۔ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے۔ آج ہماری عید ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکرؓ خاموش ہو گئے مگر وہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اُن کے پیٹھ موڑتے ہی حضرت عائشہؓ کے اشارہ سے لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کو بھاگ گئیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہر عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کو نہ دیکھے بلکہ عید کے روز عبرت پکڑے اور آخرت کی فکر کرے اور عید کو قیامت کا نمونہ بنائے۔ جب لوگوں کو رنگ برنگ کپڑوں میں دیکھے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ ان میں سے ایک تو حقیقتاً خوش ہے اور یہ وہی ہے جو اہلِ اطاعت میں سے ہے۔ اور دوسرا اہلِ معصیت سے۔ عید کی خوشی بے شک منانی چاہیے لیکن اس خوشی میں اس قدر کھو جانا کہ آخرت کی فکر نہ رہے یقیناً بڑے خسارے کی چیز ہے۔

عید حقیقت میں اس شخص کی ہے جس نے ماہ رمضان میں نفس کی خواہشات پر قابو پا کر اللہ کی رضا کے مطابق روزہ رکھا۔ ہر قسم کے گناہوں سے پرہیز اور آئندہ کے لئے

(باقی صفحہ پر)

گناہوں سے بچنے کا عہد کرے۔ اس شخص کے لیے عید نہیں بلکہ وعید ہے۔ جس نے ماہ صیام میں شیطان لعین سے تو یارانہ گانٹھا لیکن خدائے قدوس کو ناراض کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جب عید الفطر کے دن فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور مسلمان نماز عید کے لیے جمع ہوتے ہیں تو رب العالمین اپنی تجلّی سے ان پر ظہور فرماتا ہے ایسی حالت میں جو بیان نہیں ہو سکتی۔ پھر فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ایسے مزدوروں کی اجرت کیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! انہیں اجر دیا جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے دیکھو، فرشتو! ان لوگوں کو جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے اور اب عید کی نماز پڑھنے کے لیے تشکرانے کے میدان میں آئے ہیں تمہارے سامنے میں ان کو انعام دیتا ہوں کہ ان کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث کے راوی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کی رات کو جائزہ کی رات کہا جاتا ہے۔ عید کے دن صبح صبح اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں پھیل جائیں اور راستوں پر کھڑے ہو جائیں اور بلند آواز سے یوں صدا کرتے ہیں کہ (ان کی آواز سوائے جنّ اور انسان کے سب مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں کہ امّتِ احمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آج عید کا دن ہے اپنے رب کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ (میدان میں نماز کے لیے) تم آج بڑے بڑے انعامات سے نوازے جاؤ گے۔ تمہارے تمام گناہوں کی معافی کا اعلان ہو رہا ہے۔

بقیہ : حدیث و معاشرت

دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔ (یعنی انہیں کچھ دئے بغیر محروم واپس کر دو)

(مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

امانت مجلسوں میں جو باتیں کی جائیں وہ امانت ہوتی ہیں (یعنی انہیں ہر کسی پر ظاہر نہیں کیا جاتا) مگر تین باتیں امانت نہیں، ایک ناحق خونریزی، دوسرے زنا، تیسرے ناحق کسی کا مال لینا۔

تعریف لوگو! میری تعریف میں مبالغے سے کام نہ لینا۔ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں اور تم مجھے خدا کا بندہ اور رسول ہی کہو

بدگمانی لوگو! اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے لوگوں کے چھپے ہوئے عیب تلاش نہ کرو اور نہ ہی خبروں کی جستجو کرو۔ کسی کو دھوکہ دینے کی غرض سے کسی شے کی قیمت بڑھا کر اس کی طلب ظاہر نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ آپس میں دشمنی اور بغض نہ رکھو اے لوگو! تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

بقیہ : طبّی مشورے

آنکھوں میں ڈالیں۔

پانی بہنے کے لئے معجون استعمال کریں (قیمت فی ڈبیا -/۲۵ روپے ہے) خون کی کمی کے لئے فولاد مروارید استعمال کریں (ایک مہینے کی قیمت -/۳۰ ہے) قد بڑھانے کے لئے ورزش کریں۔ چہرے کے کیلوں کے لئے یہ نسخہ استعمال کریں:۔

۱۔ تخم ترب (۲) بیخ نے (۳)، گل بنفشہ (۴) کتیرا (۵) عنب الثعلب ہر ایک ایک تولہ باریک سفوف بنا لیں اور آبِ کیلہ، آب برگ حنا اور سرکہ انگوری میں ملا کر رات کو چہرے پر ملیں۔ صبح گرم پانی سے دھولیں۔

یومِ عید و خدمتِ یتیم

محمد شفیع عمر الدین ، میرپور خاص سندھ

حضرت اکابرینؒ کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ مخلوق کی حاجت برآری کرنا اور حتی المقدور ان کی خدمت کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے ــــ ایک مرتبہ عید مبارک کا دن تھا لوگوں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ جو بہت بلند پایہ اہل اللہ میں سے ہیں، کھجوریں چن رہے تھے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت یہ کام آپ کس کے لئے کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بچہ جو سامنے کھڑا ہے وہ کہتا ہے کہ یتیم ہوں۔ آج عید کی خوشی کا دن ہے مگر مجھے نئے کپڑے پہنانے والا کوئی سہارا نہیں ــــ اس درد بھری بات کو سن کر میں نے خیال کیا کہ کچھ کھجوریں چن لوں۔ ان کو بیچ کر کچھ اخروٹ خرید کر اس بچے کو دوں تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے۔

حضرت سیّدنا سری سقطی قدس سرہٗ بھی ان لوگوں میں موجود تھے۔ آپ نے عرض کی کہ حضرت! یہ خدمت مجھے سونپ دیں۔ میں اس بچے کو اپنے گھر لے جاتا ہوں اسے نئے کپڑے بھی پہنا دوں گا ــــ لہٰذا آپ اس بچے کو اپنے گھر لے گئے، اسے نئے کپڑے پہناتے اور کچھ اخروٹ بھی اسے دئے اس حسن سلوک سے بچے کا دل باغ باغ ہو گیا۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ اس خدمت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر یہ انعام ہوا کہ میرا قلب منوّر ہو گیا۔ اور میری حالت بہتر ہو گئی ــــ

(تذکرۃ الاولیاء)

سبحان اللہ! ہمیں بھی چاہئے کہ حسب موقعہ اور حسب توفیق حاجتمندوں اور یتیموں کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی مبارک کو جوڑ کر فرمایا کہ میں اور یتیم کا سرپرست جنّت میں اس طرح ساتھ ہوں گے۔

(بخاری شریف)

یوم عید الفطر

بہترین دن

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں اہل مدینہ کے دو دن تھے جن میں خوشیاں مناتے تھے اور کھیلتے تھے آپؐ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ دو دن کیسے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان ایام میں عہدِ جاہلیت میں ہم لوگ خوشیاں مناتے تھے اور کھیلتے تھے۔ (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ان دنوں کو دو بہترین دنوں میں تبدیل فرما دیا ہے یعنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دو دن۔

(مشکوٰۃ)

صدقۂ فطر کے مسائل

کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے

صدقۂ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اُس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے اُس کی طرف سے بھی اُس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمّے بچّوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا اگرچہ اُس کے ذمہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو ان کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے ان کو غلام اور باندی بنا لیا جاتا تھا جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہو اس کے اوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہوتا تھا آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے شرعی جہاد ہوتا نہیں لہٰذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقۂ فطر میں کیا دیا جائے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکّہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقۂ فطر کی ادائیگی بتائی ــ

حدیثِ بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوُا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے دینے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقۂ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ لہٰذا اگر صدقہ فطر میں جَو دے تو ایک صاع دے۔ اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جَو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اُس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقۂ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوُا۔ عام طور پر کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔

اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جَو یا چھوہارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مر جائے تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ: صدقۃ الفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوُا ہو اُس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقۂ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال: بچّہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب: اس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی کی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں تب بھی صدقۂ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے وزن وہی ہے جو اوپر گزرا اور جَو کا آٹا بھی دے سکتا ہے اس کا وزن بھی وہی ہے جو جَو کا ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جَو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اُس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جَو کے علاوہ کسی دوسرے غلّہ سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ مثلاً چنا، چاول، اڑد، جَو اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جَو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل

مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر نہیں دے سکتے۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقۂ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیّدوں کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پاکر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلۂ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ فطر دینا

اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر ان کو تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحب نصاب نہ ہو

اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ اس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

صاحبِ نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں

جس پر زکوٰۃ خود واجب ہو یا زکوٰۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اُسے فقیر کہا جاتا ہے اُسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی مومنانہ فراست کی وجہ سے ملت کو استحکام نصیب ہوا

● محمد سعید الرحمٰن علوی

نبی اُمّی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہؓ میں سے ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہے اور ذریعہ رشد و ہدایت۔ تاہم تفاوتِ درجات ایک ایسا اصول ہے جس کا کسی صورت انکار ممکن نہیں۔ خود جماعت انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

اس اصول کے پیشِ نظر حضرات صحابہ علیہم الرضوان میں سے بھی بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری جماعت صحابہؓ میں سے ممتاز اور برتر و بلند تر ہیں۔ ان کی عظمت و علو مرتبت کا اس پوری جماعت مقدسہ میں ایک بھی نہیں۔

حضور نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے تعلقات کا نرالا انداز، دینِ حق کے معاملہ میں جذبات ایثار و قربانی اور حقیقی "مقامِ صدیقیت" کا بلا شرکتِ غیرے حامل و علمبردار ہونا ایسی باتیں ہیں کہ اس مختصر صحبت میں ان پر تفصیلی گفتگو مشکل ہے۔

قرآن عزیز نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں محمد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی معیت کا ذکر فرمایا ہے اور وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ کا مصداق آپ ہی ہیں۔

حضور علیہ السلام نے پوری جماعت میں صرف انہی کو خوشخبری سنائی کہ بہشت کے آٹھوں دروازے آپ کے لیے وا ہوں گے۔ اور ان کی عظمت کا اعتراف یوں فرمایا کہ دنیا کے احسانات کا بدلہ چکا چکا الّا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ع آن امن الناس بر مولائے ما

اور ؎

پروانہ کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

میں اقبال مرحوم نے انہی حقائق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا صحبت امروزہ میں صدیقؓ کی عظمت و جامعیت پر کچھ لکھنا مشکل ہے اور نہ ہی اس وقت یہ بات پیشِ نظر ہے بلکہ اس وقت تو صرف آپ کی سیرت مقدسہ کے اس باب سے متعلق چند اشارے کرنے ہیں جن کا تعلق آپ کی سوا دو سالہ حکومت سے ہے۔

بعض مسلم مؤرخین بالخصوص برصغیر کے نامور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے نقطہ نظر سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت و سیاست کے استحکام اور اسے مثالی بنانے کا سہرا سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔

جہاں تک عظمت فاروقی کا تعلق ہے اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ پوری جماعت صحابہ میں آپ اس لحاظ یکہ و تنہا ہیں کہ خدا کے آخری محبوبؐ نے عزتِ اسلام کی خاطر آپ کو بارگاہِ قدس سے مانگ کر لیا۔

لیکن بایں ہمہ حضرات مؤرخین کا یہ نکتۂ نظر صحیح ہے۔ کہ احترام ملحوظ رکھنے کی خاطر اسے اجتہادی لغزش قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہ تو مسلّم کہ سیدنا صدیق اکبر علیہ الرضوان پہلے خلیفہ برحق ہیں اور اس سلسلہ میں نبی اُمّی علیہ السلام کے قولی اور عملی ارشادات اتنے ظاہر و باہر ہیں کہ مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں۔

گو کہ آپ نے حکماً ایسے کسی کام کے لیے امّت کو پابند نہیں کیا لیکن اپنے حکیمانہ انداز سے قوم کا رُخ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھیر دیا۔ جس کی آخری کڑی آپ کے آخری دنوں میں صدیقؓ کی امامت ہے۔

اور پھر جب آپ اس جہانِ رنگ و بو سے ملاءِ اعلیٰ کو تشریف لے گئے تو پوری جماعت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی واحد شخصیت ہیں۔ جنہوں نے ملّت کے شیرازہ کو منتشر نہیں ہونے دیا۔ اور اس سنگین حادثہ کے وقت نہ صرف اپنے آپ کو سنبھالے رکھا بلکہ پوری جماعت کی نگہداشت کی۔

یہ تو تاریخی حقیقت ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان کے لیے یہ حادثہ سہنا بڑا مشکل تھا۔ گو وہ "نقل مکانی" کی اس حقیقت سے آگاہ تھے لیکن ان کے نہاں خانہ دماغ میں یہ بات آنا مشکل تھی کہ مقصدِ تخلیق کائنات بھی اس صورت حال سے دوچار ہو سکتے ہیں اور اس معاملہ میں عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادر اور عظیم انسان کی جو کیفیت تھی وہ معلوم ہی ہے کہ وہ ایسا سننے کے لیے تیار نہ تھے اور ایسا کہنے والوں کی گردن مارنے کا تہیہ کر چکے تھے۔

ایسے نازک وقت میں صدیقؓ کی مومنانہ فراست نے مہمیز کا کام دیا اور آیاتِ ربانی کی جس انداز سے تلاوت کی اس سے ایک انقلاب رونما ہو گیا اور ایک حقیقت جو غایت محبت کے پیش نظر وقتی طور آنکھوں سے اوجھل تھی پھر سے مجسم ہو کر سامنے آ گئی۔

خیال فرمائیں کہ اگر ایسے عالم میں صدیقی فراست نہ ہوتی تو امت کا کیا عالم ہوتا؟

اس کے بعد جب ارباب فکر و نظر کی تحریک و تجویز پر پوری امت نے آپ کو جانشینِ رسول اور اپنا ہادی و مرشد تسلیم کر لیا تو یہ صحیح ہے کہ آپ نے سوا دو سال کا عرصہ اس حیثیت پہ گزارا لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ اس محدود و مختصر عرصہ میں آپ نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیے۔

میرا خیال ہے کہ اس نوزائیدہ جماعت کو اندرونی اور بیرونی طور پر جتنے خطرات سے ان دنوں واسطہ پڑا اس کی مثال امت مسلمہ کی پوری تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

رومی حکومت اپنے دندان آز تیز کر رہی تھی اور وہ ملتِ مسلم کو اپنا ابتدائی نوالہ بنانا چاہتی تھی جس کا مظاہرہ ایک بار وہ دَورِ نبوی کے آخر میں کر بھی چکی تھی اور اب جبکہ یہ ساری صورت حال ان کے سامنے تھی کہ آفتابِ رشد و ہدایت غروب ہو چکا ہے ملّت اس سانحہ عظمیٰ سے کراہ رہی ہے تو اس جیسی قدیم اور مستحکم حکومت کے لیے کسی قسم کی بھی مہم سر کرنا بڑا آسان تھا۔ اس کے ساتھ ہی جب اندرونی حالات کی طرف نظر اٹھتی ہے تو کچھ یوں نظر آتا ہے کہ ایسے میں بیرونی دشمنوں کا حملہ تو بڑا آسان ہے۔

کیا آپ تصور فرما سکتے ہیں کہ درجن کے لگ بھگ افراد متوازی نبوت کا ڈھونگ رچانے والے موجود ہوں اور ملّت کی معاشی حالت کے استحکام کے لیے خدائی ٹیکس کو بوجھ سمجھ کر اس کا انکار کرنے والے دندناتے پھرتے ہوں تو ایسے میں ایک دکھی اور پریشان حال ملّت کا کیا حال ہوگا۔ اور جبکہ سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ارباب بصیرت کی مجتہدانہ رائے یہ ہو کہ مانعین زکوٰۃ سے جنگ و قتال مناسب نہیں تو ایسے میں پریشانی کا دوچند ہونا لازمی ہے۔

لیکن آپ دیکھیں کہ ایسے وقت میں تنہا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھتے ہیں۔ اور سب سے پہلے اپنے خداداد علوم اور نورِ ایمان کے بل بوتے پر پوری ملّت کو اس بات پر متحد کرتے ہیں کہ دونوں طبقے یعنی مدعیانِ نبوت اور مانعینِ زکوٰۃ اسلامی عظمت و برتری کے دشمن ہیں اور کسی بھی نرم سلوک کے مستحق نہیں (یاد رہے کہ مدعیانِ نبوّت کے متعلق تو قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا البتہ مانعین زکوٰۃ کے متعلق اجتہادی طور پر یقیناً دو رائیں تھیں) آپ کی پُرمغز اور قرآن و سنّت کے دلائلِ قاہرہ سے مدلل تقریر نے شرح صدر کا وہ کام کیا کہ پوری جماعت یک آواز ان طبقوں کو دین و ملّت کا مجرم گردان کر ان کو گردن زدنی سمجھنے لگی اور اپنے امیر و امام کے ہر اس اقدام کی حمایت و تعاون کو اپنا دینی فرض سمجھنے لگی جو ان طبقات کے قلع قمع کے لیے اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد آپ نے ایک ماہر فوجی سربراہ کی حیثیت سے جس طرح جنگی تیاریاں کیں وہ بھی بلاشبہ آپ کا ہی حصّہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ کو جنگی نکتۂ نظر سے خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نائب میسّر تھے لیکن جنگی پلاننگ کا سہرا تو آپ کے سر ہے اور ہدایت کا آخری مرکز آپ کی ذات گرامی تھی۔

وہ امّت جو اپنے محبوب ہادی کی جدائی کی وجہ سے پریشانی و بے قراری کے عالم میں زندگی گزار رہی تھی۔ اور افرادی اعتبار سے ایک محدود تعداد کی مالک تھی پھر جدید

اسلحہ نہ ہونے کے برابر۔ اس کے دل میں اعتماد علی اللہ، خوف خدا اور جذبات دینی کی وہ مشعل جل رہا تھا کہ وہ اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر اپنے وجود ملی کا تحفظ کرے یہ معمولی بات نہیں اور بلا شبہ یہ صدیقی فراست کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

آپ کی ہدایات اور پلاننگ کے پیش نظر محدود امت ٹکڑیوں میں بٹ کر اپنے اپنے محاذوں کا کوچ کرتی ہے اور آپ قائدین کو سوار کر کے خود پیدل تھوڑی تھوڑی دور ساتھ چل کر ہدایات دیتے ہیں چند بعد جو نتائج سامنے آتے ہیں۔ ان کے پیش نظر امت کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اب اسے للکارنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ آپ کی جنگی مہموں میں غالباً سب سے بڑی مہم یمامہ کی ہے، جہاں کے متنبی مسیلمہ کذاب کے ساتھ زبردست لڑائی ہوئی۔ کہ ایک دو نہیں سینکڑوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خون مقدس سے یمامہ کا میدان لالہ زار بن جاتا ہے۔ اس جنگ میں امتِ مسلمہ کے جلیل المرتبت قاریوں اور قرآن کے عالموں کو جس کثرت سے جام شہادت نوش کرنا پڑا اس کا اثر قلبِ فاروق رض پر یہ پڑا کہ خلیفہ اسلام سے چمٹ گئے حتیٰ کہ ان کو قائل کر کے چھوڑا کہ قرآن عزیز کو بین الدفتین محفوظ کر دیا جائے کیونکہ اس طرح ایک دو اور جنگیں ہوئیں تو عالم اسباب میں اس خزینہ خداوندی کے بعض اجزاء کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔

اندازہ لگائیں ملت نے کتنی بڑی قربانی دی۔ یہ سب کچھ صدیق اکبر رض دیکھ رہے تھے اور اپنے دینی بھائیوں کی بکھری لاشیں ان کے سامنے تھیں لیکن وہ محسوس کر رہے تھے کہ اس کے بغیر آنے والے فتنوں کے سیلِ بلا کو روکنا بھی مشکل ہے۔

آپ کا نکتہ نظر سو فیصد صحیح تھا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی ختم نبوت و رسالت پر ہی ملت کی وحدت و اجتماعیت کا دار و مدار ہے اور اسارقانِ رداءِ نبوۃ کی اس ظالمانہ روش کے معاملہ میں ذرا بھی نرمی برتی گئی تو اس مرکزیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

اور غالباً اس شدت احساس کا ہی نتیجہ تھا کہ ایک تو آپ کا وہ حال تھا کہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لیے رائے دے رہے تھے۔ اور ایک آج کا دور ہے کہ ایسی ظالم اور سنگدل قوم جس نے دامن نبوت سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے کہ کوئی نشانی آپ دیکھنا نہیں چاہتے اور بقول کسے جھاڑو پھیر دینے کا حکم صادر فرما دیتے ہیں۔

آپ کی مومنانہ جرأت و فراست ایمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت اور دسیوں قسم کے فتنوں اور حادثوں سے دوچار ہوئی لیکن کسی کو مسیلمہ کذاب بننے کی جرأت نہ ہوئی۔

ہاں جب برصغیر انگریزی ظلم و استبداد کے شکنجہ میں کسا ہوا تھا۔ اور انگریز کی سیاسی مصلحتیں اسے مجبور کر رہی تھیں تو اس نے اپنی ذاتی نگرانی میں اپنے ایک قدیم زلہ خوار کو جانشینِ مسیلمہ کی حیثیت سے لا کھڑا کیا اور جب سے اب تک اس مہرے کے ذریعہ اپنا کام لے رہا ہے۔

نو تعلیم یافتہ اصحاب، میں سے اقبال مرحوم پہلے انسان تھے جنہوں نے اس سنگینی کو محسوس کر کے انگریز کو متوجہ کیا لیکن جس نے اس "شہدے" کو دودھ پلا کر موٹا کیا تھا وہ اس کا قلع قمع کیوں کر کرتا حتیٰ کہ "سب سے بڑی اسلامی مملکت" معرضِ وجود میں آگئی۔ خواب اقبال کا تھا لیکن تعبیر اسلام، جمہوریت، اسلامی سوشلزم سے بھی کہیں آگے نکل چکی ہے اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق ملت مسلمہ ہی ناوک افگنی کا شکار ہے۔

ارباب حل و عقد ملکی سرحدوں کا رونا روتے ہیں اندرونی استحکام کا شور مچاتے ہیں اور بیرونی خطرات کی دہائی دیتے ہیں لیکن طرزِ عمل ایسا ہے کہ ان میں سے ایک مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا۔

مسئلہ کے حل ہونے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ "سیرت صدیق" کا بے لاگ مطالعہ کر کے اس کے مقتضیات پر عمل کیا جائے اور رواداری، مروت اور حقوقِ ہمسائیگی جیسے الفاظ کو حدود و قیود میں لا کر استعمال کیا جائے ورنہ ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی!
کیں راہ کہ مے روی بترکستان است

اللہ تعالےٰ ہمیں اسوۂ صدیقی کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاری لطف اللہ شہید کی نظر میں

حافظ محمد اقبال نعمانی جامعہ مدنیہ لاہور

مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار حضرت قاری لطف اللہ رح نے اس وقت فرمایا جس وقت حضرت علامہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ تصنیف اہلسنت پاکٹ بک چھپی۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"رفیق مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی زاد اللہ علمہ و عملہ میرے ان پرانے دوستوں میں سے ہیں جن کو میں طالب العلمی کے زمانہ سے ہی جانتا ہوں۔ دورۂ حدیث مولانا نے میرے ساتھ ہی مدرسہ جامع اسلامیہ ڈابیل ضلع سورت میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح کے پاس پڑھا۔ موصوف کی علمی و عملی خوبیوں کا میں اسی زمانے سے معترف تھا مگر ان کی موجودہ تبلیغی جد و جہد خصوصاً تحریک تنظیم کی تعمیر و ترقی میں انہوں نے جو بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جس طرح تقریر و تحریر سے فتنہ رفض و بدعت کے قلع قمع کی کوشش کی اس نے میرا اعتراف اعتقاد کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اب میں ان کی قابلیت کا صرف معترف ہی نہیں بلکہ معتقد بھی ہو گیا ہوں"۔

یہ تو تاثرات تھے حضرت العلامہ کے ہم مکتب و ہم مشرب ساتھی کے۔ لاریب حضرت علامہ انہیں صفات کے مالک تھے۔ اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کیے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ وفات بھی گھر سے دور اسی مبارک مشن میں ہوئی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

راقم نے خود حضرت علامہ موصوف سے سنا۔ فرمایا کہ پاکستان کے صرف دو شہروں جہلم و حیدر آباد سندھ کے سوا ملک کا کوئی ایسا چھوٹا بڑا شہر نہیں جہاں میں فریضہ رسالت کے لیے ایک بار یا متعدد بار نہ پہنچا ہوں۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ملک کا قریہ قریہ آپ کا شکر گزار رہیگا۔

علامہ موصوف، کامل مومن، جیّد عالم دین اور کھرے انسان تھے اور اعدائے صحابہؓ کے اتنے دشمن جتنا زخم کو تلوار سے پیار، حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی کی ڈگر کے باوقار مسافر ترجمان اہلسنت، لاجواب مناظر، صاحب طرز و شعلہ نوا خطیب علم و حکمت کا بحرِ بیکراں تحریک تنظیم اہلسنت کے صدر استاذ العلماء دار المبلغین کوٹ ادو کے بانی، خطابت کے شہسوار، حسن خلق و فیاضی جیسی صفات کے مظہر، براہین اہل سنت، اہل سنت پاکٹ بک، جلاء الاذہان، منہاج التبلیغ، مصباح المقررین وغیرہ جیسی بلند پایہ کتابوں کے بہترین مصنف، متوکل علی اللہ، پیر طریقت قاطع شرک و بدعت حضرت مولانا عبد المالک قریشی دامت برکاتہم کے فیض یافتہ، حضرت مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ کے دست راست، ہزاروں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن، اخلاف کے لیے نجوم ہدایت، سراپا مجسمہ اخلاق و وفا، پاکستان میں علماء حق کے قافلہ کے باہمت مرد مجاہد۔

غرضیکہ مولانا موصوف بے شمار خوبیوں کا مرقع تھے۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ — افسوس کہ اکابر سب چلے جا رہے ہیں مگر کوئی ان کا بدل نہیں مل رہا۔ اور نہ مل سکے گا۔ بلکہ ایسے جامع صفات اکابر کا کسی ایک وصف میں بدل نہیں ہو سکتا۔ واقعی موت العالِم موت العالَم کا منظر سامنے ہے اور علامات قیامت سے رفع علم بقبض العلماء کا کامل ظہور ہو رہا ہے۔

حق تعالےٰ علامہ مرحوم کو قرب و رضا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے اور ہم اخلاف کو ان کے نقشِ قدم اور اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فقہ اسلامی کی تشکیل جدید

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ

ایڈیٹر کے قلم سے!

اللہ تعالےٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں فقہا و ماہرین قانون پر جن کی شبانہ روز محنتوں کے نتیجہ میں فقہ اسلامی کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم ہو گیا بالخصوص حضرات ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل قدس اللہ تعالےٰ اسرارھم کی اس ضمن میں کوششیں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہیں ـــ ان قابل قدر خدمات پر ان اسلاف و اعیان کو جتنا خراج عقیدت پیش کیا جائے کم ہے ـــ تاہم یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ دور جدید کے تمدن اور نئے مسائل کے پیش نظر فقہی کلیات کی روشنی میں اس کام کو آگے بڑھانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ـــ مسائل و احکام میں حالات و زمانہ کی رعایت نہ برتنا اور جمود کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر رہ جانا کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ۔ اس کے نقصانات اتنے واضح ہیں کہ کوئی باشعور انسان ان سے صرف نظر نہیں کر سکتا ـــ دورِ آخر کے علماء کی اس ضمن میں خدمات بھی ہیں اور بعض اہم کتابیں بھی ـــ جن میں سے مولانا محمد تقی امینی صدر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی کتاب بڑی معرکۃ الآراء ہے اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ کے فتاویٰ کا عظیم الشان مجموعہ جو ۹ جلدوں میں آپ کے خلف الرشید مولانا حفیظ الرحمٰن کی محنت سے مرتب ہو کر سامنے آیا اس میں ایک حصہ مستقل "الحظر والدباحہ" کے عنوان سے موجود ہے جو اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ـــ آج کل دنیائے اسلام کے بڑے حصہ میں "اسلامی نظامِ حیات" کے نفاذ کا بڑا غلغلہ اور چرچا ہے خود ہمارے وطن عزیز پاکستان میں اس ضمن میں بڑے بلند بانگ دعوے ہو رہے ہیں لیکن عملی نتیجہ صفر ہے ۔ اس کے اسباب و وجوہات پر بحث کی اس وقت گنجائش نہیں کہ یہ ایک مستقل موضوع ہے اور الگ مقالہ میں اس پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ نظام جو جس شکل میں جہاں ہے وہ ایک اہم ترین رکاوٹ ہے کیونکہ ہر نظام سے وابستہ افراد کے مقاصد ہیں، ان کے مفادات ہیں ۔ ظاہر ہے کہ نیا نظام آئیگا تو سابقہ مفادات متاثر ہوں گے سارا قدیم ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے گا ۔ حضرت الامام الشاہ ولی اللہ قدس سرھم "فک کل نظام" کی جو بات کہتے ہیں اس کا یہی مقصد ہے کہ مکمل ترین انقلاب کے بغیر بات نہ بنے گی ـــ ایک دوسرا اور اہم سبب جو ہماری موجودہ گفتگو کا محور ہے وہ ہے جدید تمدن اور جدید ضرورتوں کا لحاظ نہ کرنا ـــ سچی بات یہ ہے کہ ہم قدیم فقہی ذخیرہ کے دل و جان سے معترف ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہیں جو قدیم فقہی ذخیرہ پر طعن کرتے اور ائمہ فقہا کی پگڑیاں اچھالتے ہیں لیکن ہمارا دیانتدارانہ مؤقف یہ ہے کہ اس عظیم الشان علمی ذخیرہ میں اضافہ و ترقی کی شدید ضرورت ہے ـــ ضرورت ہے / فقہ الفقہ [illegible]

کی تاریخ دہرائی جائے ۔ علمی مذاکرات ہوں اور آج کی دنیا مختلف النوع نظاموں سے مایوس اور دل برداشتہ ہو کر جس سچائی کی تلاش میں ہے اس سچائی سے اسے آگاہ کیا جائیگا۔

اللہ کرے کہ ہمارا یہ مقصد و خواہش جلد پوری ہو ہم اس سلسلہ میں ایک ایسی کوشش کی طرف اہل علم کو توجہ دلانا چاہتے ہیں جو تنہا ایک شخص کی محنت و کاوش ہے ـــ ہماری مراد اس عظیم الشان کتاب سے ہے جس کا نام ہے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ"۔ اس کتاب کے مصنف مصر کے ایک متبحر اور جید عالم ہیں۔ نام ہے علامہ عبدالرحمٰن الجزیری جن کا انتقال ۱۹۴۱ء میں ہوا اور جو معروف علمی درسگاہ جامعہ ازہر کے کلیہ اصول الدین کے استاذ تھے مصنف کے اساتذہ میں الشیخ مصطفیٰ المراغی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات شامل تھیں ۔ عربی زبان کی اس عظیم الشان کتاب کی چار جلدیں مصنف علام نے مکمل کیں پانچویں کا مسودہ ہنوز نامکمل تھا۔ کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ تو اس جلد کی تکمیل ایک دوسرے مصری عالم الشیخ علی حسن العریض نے کی اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے تکمیل کا حق ادا کر دیا۔ حکومت پنجاب کا محکمہ اوقاف ایسا ہے جس کے متعلق بہ حیثیت مجموعی ہم کبھی خوش فہمی کا شکار نہیں رہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اوقاف کی مساجد کے منبر و محراب میں حق کی آواز دبانے کی مختلف اوقات میں کوشش کی گئی تو اہل اللہ کے مزارات پر ہونے والی خرابیاں پہلے سے بڑھ گئیں تاہم اس محکمہ کی علماء اکادمی کو نہ سراہنا افسوسناک ہے ۔ مختلف اوقات میں اس اکادمی کے جو سربراہ رہے وہ بڑے سمجھے ہوئے لوگ تھے۔ اور ابھی حال ہی میں ایک سیاسی ہنگامہ آرائی کی بنیاد پر اس کے جس سربراہ کو ہٹایا گیا یعنی ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ ـــ وہ بڑے محنتی، علم دوست اور قدرشناس شخص تھے ـــ ان کے دور میں جہاں اور کئی قابل قدر کام ہوئے وہاں اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہے۔

لاہور کے ایک معروف اہل علم علامہ منظور احسن عباسی نے ترجمہ کی خدمت سرانجام دی اور واقعہ یہ ہے کہ خوب خدمت کی۔ عباسی صاحب لاہور کی ایک اہم ترین لائبریری دیال سنگھ ٹرسٹ کے مہتمم رہ چکے ہیں اور انہوں نے مختلف دائروں میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں ـــ اس کتاب کے پانچ حصوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ پہلا حصہ جو بڑے سائز کے ۱۲۰۹ صفحات پر مشتمل ہے اس میں عبادات پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے یہ حصہ -/۹۵ روپے میں دستیاب ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اب اس کا تیسرا ایڈیشن چل رہا ہے۔ دوسری جلد ۸۶۵ صفحات پر مشتمل ہے -/۶۰ روپے ہدیہ ہے اور دوسرا ایڈیشن اس میں ذرائع معاش سے متعلق معاملات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ـــ اسی طرح تیسرا حصہ بھی معاملات سے ہی متعلق ہے جس میں تجارت صنعت، بینکاری، بیمہ اور سٹہ بازی جیسے اہم ترین مسائل پر گفتگو کی گئی ہے ۔ اس حصہ کا بھی تیسرا ایڈیشن اس وقت چل رہا ہے ۴۹۲ صفحات ہیں اور پچاس روپے ہدیہ ہے ۔ چوتھی جلد کے ۱۱۰۷ صفحات ہیں ، دوسرا ایڈیشن ہے -/۸۰ روپے قیمت ہے ۔ اور یہ حصہ شخصی قوانین پر مشتمل ہے ۔ پانچواں حصہ بڑا اہم ہے کہ اس میں ان معاملات پر گفتگو کی گئی ہے جن کی از سرنو تنفیذ کے سلسلہ میں اسلامی اور مغربی قوانین کے حسن و قبح پر بحث ہو رہی ہے اس حصہ کے ۸۹۲ صفحات ہیں ، پہلا

ایڈیشن ہے اور -/۹۵ روپے قیمت ـــــــ اتنی بڑی کتاب سے متعلق ایک مختصر مقالہ میں اس سے زیادہ تعارفی گفتگو ممکن نہیں۔ محض عنوانات ہی کا ذکر کیا جائے تو بات طویل ہو جاتی ہے۔ ہم نے غایت درجہ اختصار کے ساتھ ہر جلد کے مضامین کا بنیادی خاکہ عرض کر دیا ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کتاب کتنی اہم ہو گی؟

ائمہ اربعہ کی فقہی کاوشوں کو سامنے رکھ کر اس کتاب میں ایسا قابل عمل طریق بتلایا گیا ہے جو آج کے دور میں الحاد زدہ ذہنیت کے چیلنج کا مؤثر جواب ہو سکتا ہے ـــــــ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی سرپرستی میں قائم ادارے فرقہ واریت کی الائشوں سے الگ رہ کر اس قسم کا عملی کام کر سکیں تو یہ قومی سرمایہ کا صحیح مصرف ہو گا، صحیح قومی خدمت ہو گی اور آنے والی نسلوں پر احسان عظیم ہو گا۔

ہماری خواہش ہے کہ یہ کتاب کثرت سے پھیلے، اہلِ علم اس کا تنقیدی نظر سے بھرپور جائزہ لیں اور ان لائنوں پر عملی کام آگے بڑھائیں کہ یہ آج وقت کی شدید ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ علماء اکادمی محکمہ اوقاف لاہور کی اس مساعی کو

درسِ نظامی کا مختصر نصابِ تعلیم

مجلس تحفظ ختمِ نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر دینی تعلیم کا نیا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

- میٹرک پاس (کم از کم سیکنڈ ڈویژن) لڑکے داخل کئے جائیں گے۔ داخلہ محدود ہو گا۔
- قیام و طعام و کتب بذمہ مجلس مرکزی ہوں گے۔
- تین سالہ کورس ہو گا۔ ساتھ ہی ساتھ مذاہب باطلہ (قادیانیت عیسائیت) کے متعلق تعلیم دی جائے گی۔
- طالب علم حسبِ استعداد مولوی فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل کا امتحان دے سکیں گے۔
- فارغ ہونے کے بعد مجلس کا تبلیغی میدان یا صرف انگریزی میں امتحان دے کر گریجوایٹ بننا ممکن ہو گا۔
- خواہشمند حضرات ۲۰ر شوال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۱ر اگست ۱۹۸۲ء تک رابطہ قائم کریں۔

(مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان (حضوری باغ روڈ)

مکاتیبِ گرامی

سیّدنا حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

ترجمہ و تشریح: ڈاکٹر خورشید احمد فارق

معاویہ بن ابی سفیان کے نام

عیاض جزیرہ سے لوٹ کر ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر (حمص و شام) پہنچے ہی تھے کہ بیمار پڑ کر راہی ملک بقا ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان پہلے سے دمشق (ہیڈ کوارٹر) میں علیل تھے۔ چند دِن کے بعد وہ بھی چل بسے۔ بلاذُری نے ان کی موت ۱۸ھ میں بتائی ہے۔ ان کے بھائی معاویہ شروع سے ہی شام کے مورچہ پر تھے۔ اور اپنی محنت نیز معاملہ فہمی کی بدولت برابر ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جا رہے تھے۔ یزید کی وفات کے وقت وہ قیساریہ فتح کر چکے تھے۔ عمرِ فاروقؓ نے ان کی کارگزاری سے متاثر ہو کر یزید کے بعد ان کو افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا۔ اس عہدہ پر فائز ہو کر انہوں نے وہ ساحلی شہر مسخرّ کئے جو ہنوز بیزنطیوں کے قبضہ میں تھے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سُفیان کو، تمہیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو سربلند کیا اور مشرکوں کو خوار کر کے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ پیغمبرِ خدا نے اپنی اُمّت سے شام اور دوسرے ملکوں کی فتح کی جو پیشگوئی کی تھی اور جباروں کے خزانوں اور مال و متاع کے حصُول کی جو بشارت دی تھی وہ پوری ہوئی۔ ان فتوحات میں خاص طور پر قیساریہ کو اہمیّت حاصل ہے جس کا قلعہ مضبوطی و استحکام میں انفرادی شان کا حامل تھا۔ اور جیسے بزنطی ناقابلِ تسخیر خیال کرتے تھے۔ اب غزہ اور عسقلان (بندرگاہ) اور متعلقہ بستیوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ تم شام میں فتوحات حاصل کرو گے۔ میں تمہیں دو دلہنوں یعنی غزہ اور عسقلان کی فتح کی بشارت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت دُور نہیں جب مُسلمان ساحل سمندر پر آباد ہوں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مشرق و مغرب میں خانہ جنگیاں شروع ہو جائیں اور شہریوں نیز قریوں میں رہائش دُشوار ہو جائے تو تمہیں عسقلان میں آباد ہونا چاہیئے، نیز یہ کہ ہر چیز کا ایک عمدہ حصّہ ہوتا ہے اور شام کا عمدہ شہر عسقلان ہے۔ خط کا مضمون پڑھ کر بلا تاخیر عسقلان پر چڑھائی کر دو اور اسے نیز اس کے مضافاتی علاقہ کو بزنطی اقتدار سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔ امید ہے کہ یہ نفیس شہر اور متعلقہ بستیاں خدائے بزرگ تمہارے ہاتھوں فتح کرائیگا۔ عسقلان پہنچ کر ہر روز مقامی حالات اور واقعات سے مجھے مطلع کرتے رہو۔"

(ابن اعثم ص۶۱)

امیرِ معاویہؓ جب شام کے ساحلی شہر (عکّا، صور، یافا وغیرہ) وغیرہ فتح کر چکے تو انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ اگر اجازت ہو تو جزیرۂ قبرس (CYBRUS) پر چڑھائی کروں۔ قبرس ساحلِ شام سے اتنا قریب ہے کہ وہاں کے پرندوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ بہت زرخیز ہے اور قدرتی نعمتوں سے مالامال، مختلف اقسام کے میوے اور پھل وہاں ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنا بھی آسان ہے۔ عمرِ فارُوقؓ نے مِصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ سے سمندری سفر کے بارے میں رائے لی تو انہوں نے خطرات کا مہیب نقشہ کھینچا اور فوج کشی کی مخالفت میں رائے دی۔ عمرِ فاروقؓ نے امیر معاویہؓ کو لکھا:

"تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے اُمّتِ محمدؐ کی دیکھ بھال کا بار میرے کندھوں پر رکھا ہے۔ اس بارے عہدہ برآ ہونے کے

لیے یَں خدا کی مدد کا طالب ہوں۔ یَں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں سمندر کے خطرات میں مبتلا کر دُوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرۂ قبرس پر چڑھائی کی اجازت دُوں۔ پھر بھی مزید اطمینان کے لیے یَں نے خود اس معاملہ میں غور و خوض کیا اور ان لوگوں کی رائے بھی معلوم کی جو سمندر کے حالات سے واقف ہیں اور سمندری سفر کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ اس خطرناک اقدام سے اجتناب کیا جائے، لہٰذا تم قبرس پر چڑھائی کا خیال چھوڑ دو۔ اور پھر کبھی سمندری جہاد کے بارے میں مجھ سے خط و کتابت نہ کرنا۔ والسّلام۔"

(ابنِ اعثم ص۶۲)

شام و عراق کے گورنروں کے نام

عربی اخبار و آثار میں نجران کے عیسائیوں کی جلاوطنی سے متعلق تین سبب بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ بسترِ مرگ پر رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ جزیرۂ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب باقی نہ چھوڑا جائے۔ دوسرا یہ کہ نجرانیوں سے رسول اللہ کے معاہدہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ وہ سُود کھانا چھوڑ دیں گے۔ اس پر کئی برس عمل کرنے کے بعد انہوں نے عمرِ فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں پھر سود کھانا شروع کر دیا تھا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور اُنہوں نے اتنے ہتھیار اور گھوڑے جمع کر لیے تھے کہ یمن کے مسلمانوں اور سرکارِ مدینہ کو ان کی طرف سے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں حملہ نہ کر دیں۔

"بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

یہ دستاویز عمر امیر المؤمنین نے اہلِ نجران کے لیے لکھی ہے کہ ان میں سے جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے جائیں گے وہ خدا کی امان میں رہیں گے۔ کوئی مسلمان انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس عہد کے ماتحت جو پیغمبرِ محمدؐ اور ابوبکرؓ نے ان سے کیا تھا۔ واضح ہو کہ امرائے عراق و شام میں سے جس کے پاس نجران کے عیسائی جائیں گے وہ انہیں کاشت کے لیے زمین دینگے۔ اور جتنی زمین وہ جوت بو لیں گے نجران میں چھوڑی اراضی کے عوض وہ اس کے مالک ہو جائیں گے۔ اسے جوتنے، بونے اور اپنے تصرف میں رکھنے سے کوئی انہیں نہیں روکے گا اور نہ کوئی مالی مواخذہ ان پر عاید کرے گا۔ اگر کوئی ان پر ظلم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں انہیں چاہیئے کہ نجرانیوں کی حمایت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری حفاظت میں آ گئے ہیں۔ نئی جگہ بسنے کے چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ جس پر وہ زراعت کرینگے۔"

(عمر ابن سعد ۱/۳۵۸، ابو یوسف ص۷۳)

خط کا آخری جُملہ "ان سے بلاظلم و ستم صرف" الخ راویوں کا اضافہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ نہ تو نجرانیوں سے رسول اللہؐ کے معاہدہ میں لگان کا کوئی ذکر ہے نہ خط کی دوسری شکل میں۔

ابُوموسیٰ اشعریؓ کے نام

"واضح ہو کہ کام کو خوش اُسلوبی سے انجام دینے کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تمہارے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ پہلے کون سا کام کرو اور بعد میں کونسا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ بہت سے کام خراب ہو جائیں گے۔ اگر تمہیں دو کاموں میں سے ایک کے کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان دو میں سے ایک سے دُنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت، تو وہ کام اختیار کرو جس سے آخرت سُدھرے، کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی۔ خدا سے ڈرتے رہو اور قرآن پڑھو۔ وہ علم کا سَرچشمہ ہے اور دِلوں کی بہار۔

(کنز العمال ۸/۲۰۸، ازالۃ الخفار ۲/۱۸۲)

ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام دوسرا خط

"واضح ہو کہ لوگ اپنے بادشاہوں سے دُور بھاگتے ہیں۔ خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلی رعونت، پرانے کینے، ذاتی مصلحتیں اور دنیاوی مفادات میرے یا تمہارے اُوپر غلبہ کر لیں۔ لوگوں کی داد فریاد سُننے ہر دن بیٹھا کرو، چاہیے ایک ہی گھنٹہ کے لیے کیوں نہ ہو۔ جب ایسے دو رلستے تمہارے سامنے کھلے ہوں جن میں سے ایک پر چل کر خدا کی رضا حاصل ہوتی ہو اور دُوسرے پر چل کر کوئی دنیاوی کامرانی تو پہلا راستہ اختیار کرو، کیونکہ دنیاوی فائدے فانی ہیں اور آخرت کے انعام جاودانی۔ خدا سے ڈرتے رہو — بدمعاشوں کو ڈراؤ دھمکاؤ اور ان کا شیرازہ منتشر کر دو۔ جب دو قبیلوں میں جنگ ہو اور وہ اپنے حمایتیوں کو (جاہلی دستور کے مطابق) یالَ فلاں یالَ فلاں کہہ کر پکاریں تو سمجھ لو کہ انہیں شیطان نے بھڑکایا ہے۔ تلوار سے ان کی خبر لو حتیٰ کہ وہ قانونِ اسلامی کی طرف رُجوع کریں اور ان کی پکار خدا اور امام کی طرف ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ ضبّۃ کے لوگ اپنے حمایتیوں کو لڑائی کے وقت (جاہلی شان سے) آل ضبّۃ مدد، آل ضبّۃ مدد کے نعرے لگا کر بلاتے ہیں۔ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ خدا نے کبھی ان کے ہاتھوں کوئی اچھا کام کرایا ہو یا ان کے ذریعہ کبھی کوئی برائی دفع کی ہو۔ میرا خط پڑھ کر ان کی ایسی خبر لو کہ اگر انہیں عقل نہ آئے تو کم از کم حکومت کا خوف ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ ان کے قبیلہ کے (سمجھ دار لیڈر) غیلان بن خرشہ، کو اپنے مشیروں میں داخل کر لو۔ مسلمان مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں شریک ہو۔ ان کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور ان کے معاملات سے ذاتی دلچسپی لو۔ تم ان ہی میں سے ایک ہو۔ فرق اتنا ہے کہ تمہارے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کے کھانے، لباس اور سواری میں عام مسلمانوں سے مختلف ایک انفرادی شان پیدا ہو گئی ہے۔ عبداللہ، خبردار تمہاری حالت اس چوپایہ کی سی نہ ہو جائے جو ایک شاداب مرغزار سے گزرے تو موٹا ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو، حالانکہ موٹاپے میں اس کی موت مضمر ہے۔ یاد رہے کہ حاکم کو خدا کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ نیز یہ کہ حاکم ٹیڑھی چال چلتا ہے تو رعایا بھی ٹیڑھی چال چلنے لگتی ہے اور سخت بدنصیب ہے وہ حاکم جس کی بد اعمالیوں سے رعایا تباہ ہو۔"

(جاحظ ۲/۱۵۶، ابن قتیبہ عیون الاخبار مصر ۱۹۲۵ء ۱/۱۹ (خط بیشتر حصہ) ابن ابی الحدید ۳/۱۹۴ (باختلافِ متن) ابن عبد ربہ ۱/۴۶ (باختلافِ متن) ازالۃ الخفار ۲/۱۸۱ (خط کا کچھ حصہ) کنز العمال ۱۲/۱۴۹

حضرۃ عثمانِ غنیؓ کا خط معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام

قبرس کی فتح اور وسیع پیمانہ پر وہاں سے مالِ غنیمت حاصل کر کے معاویہؓ کی توجہ اس کے مغرب میں واقع ہونے والے جزیرہ روڈس (RHODES) کی طرف مبذول ہوئی۔ یہ موجودہ ترکی کے جنوبی ساحل کے قریب واقع ہے۔ اس کی لمبائی پینتالیس میل اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی بائیس میل ہے۔ آب و ہوا خوشگوار اور پھل وافر ہیں۔ عرب تسخیر کے وقت مال و دولت سے بھی بھرپور تھا۔ امیر معاویہؓ نے عثمانِ غنیؓ سے حملہ کی اجازت مانگی تو یہ جواب دیا:

"سمندری فوج کشی میں بڑا خطرہ ہے اور نہیں معلوم کہ اس کا کیا انجام ہو۔ تاہم اگر تم نے روڈس پر چڑھائی اور اس کی تسخیر کا ارادہ مصمم کر لیا ہو تو پوری احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا اور خوفِ خدا کو اپنا شعار بنائے رکھنا۔"

عرب فوج کی رومیوں سے ساحل روڈس کے قریب ایک بڑی بحری لڑائی ہوئی۔ جس میں طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ بالآخر امیر معاویہؓ کامیاب ہوئے۔ عرب فوج جزیرہ میں داخل ہوئی تو پھر سخت تصادم ہوا۔ عربوں نے جزیرہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ وہاں کے بیشتر مرد مارے گئے۔ جو بچے سمندر میں بھاگ گئے۔ قیمتی مال و متاع اور بہت سی کنیزیں عربوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ سب لے کر امیر معاویہؓ واپس ہو گئے۔ کئی برس تک روڈس کی آبادکاری کی طرف توجہ کی اور کئی درجن عرب خاندان روڈس میں بسنے اور اس کی حفاظت کے لیے بھیج دیئے۔ آہستہ آہستہ جزیرہ میں تجارت اور کاشت ہونے لگی۔ لیکن ابھی بیس سال بھی نہ گزرے تھے کہ نا مساعد حالات عربوں کو

میزان الحق کا ایک مطالعہ

محمد اسلم رانا مرکز تحقیق مسیحیت ملک پارک شاہدرہ لاہور

● "انبیاء و رُسل نے بالاتفاق
اس پر شہادت دی ہے کہ فقط وہی
حقیقی نجات دہندہ ہے جس نے خدا
کے حضور تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ
گذرانا ہے۔"
(۱-یوحنا ۲:۱، ۲) (میزان الحق ص۱۹۲)
لیکن عجیب بات ہے کہ اس
شہادت کا تحریری ثبوت "انبیاء و رُسل"
کی جماعت، بابرکات کے فقط ایک ممبر
یوحنا کے ایک خط میں ملتا ہے۔

● "ہماری کتب عہدِ عتیق بالکل
وہی ہیں جو خداوند مسیح کے زمانہ میں
ملک فلسطین میں یہودیوں کے پاس
تھیں۔" (ص۱۵۳)
اگر مسیح کے زمانہ میں ملک
فلسطین میں کتابوں کا یہودیوں کے پاس
ہونا ان کے کتب مقدسہ ہونے کی
دلیل بن سکتا ہے تو پھر انہیں
کتابوں کو مقدس ماننا کافی نہیں ہوگا۔
رومن کیتھولک مسیحیوں کی چھ (اپوکریفہ)
اور خدا معلوم اور کتنی مزید کتابیں بھی
کتب مقدسہ میں شامل کی جانی چاہئیں
اور خوب ذہن میں رہے کہ یہ معیار
یہودیوں کو ہرگز قابل قبول نہیں ہو
گا۔

● "عہدِ عتیق میں وہ الہام والے سمجھتے ہیں یا کچھ اور؟"

الٰہی مندرج ہے جو مسیح کی آمد
سے پیشتر انبیاء و دیگر مبعوثینِ ایزدی
کے ہاتھ سے مرقوم ہوا۔" (ص۱۵۳)
بالکل غلط ہے عہدِ عتیق (یہودیوں
کی کتب مقدسہ جنہیں مسیحی بھی مقدس
مانتے ہیں) کی اکثر و بیشتر کتابوں کے
لکھنے والوں کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے۔
حتیٰ کہ تورات کا راقم موسیٰ ہونے کا
بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ
اپنی کتاب "ٹیبل ٹاک" میں پروٹسٹنٹ
تحریک کا بانی مارٹن لوتھر لکھتا ہے:
"اگر تورات کو موسیٰ نے نہیں
لکھا تو پھر کیا ہوا۔"

● "بعض کتب کے لکھنے والوں
کے ناموں کے بارے میں فقط روایات
ہیں۔" (ص۱۵۳)
تو بھی ان کا ملہم ہونا تحقیق
معلوم ہے۔

● "موسوی شریعت کی ایک
غرض یہ تھی کہ لوگ قدس الٰہی کا
عرفان حاصل کر سکیں۔" (۱۵۵)
(ا) پادری صاحب خود ہی اپنے
منہ میاں مٹھو بنتے جا رہے ہیں۔ ذرا
یہود سے پوچھ تو دیکھیں کہ وہ مسیحیوں
کو "قدس الٰہی کا عرفان" حاصل کرنے

(ب) اور کیا مسیحی موسوی شریعت
کو لعنت اور بے فائدہ قرار دینے کے
باوجود بھی اپنے آپ کو "قدس الٰہی کا
عرفان" پانے کا اہل سمجھتے ہیں۔

● "اس کی ذات کی الوہیت"
(۱۶۰)
یہودی مسیحی الوہیت کے قائل
بالکل نہیں ہیں۔

● "بنی آدم کی خاطر کیا کیا دکھ
اٹھائے گا۔"
بھلے لوگو یہودی نظریہ کے مطابق
مسیح نے یہودیوں کو دکھوں، اسیریوں
اور غلامیوں سے نجات دلانے آنا
تھا خود دکھ نہیں اٹھانے تھے۔

● "اگر قرآن کے تمام نسخے
مفقود یا محرف بھی ہو جاتے تو اس
کے متن کی تمام عبارت مفسرین کی
تفاسیر کے مندرجہ اقتباسات کو جمع
کرنے سے بآسانی دوبارہ فراہم ہو سکتی
تھی۔" (۱۴۷)
مگر ایک حافظ کے سینہ سے
نہیں۔

● "اگرچہ ہر ایک نبی کی
کتاب اور تعلیم بالخصوص اسی کے وقت
کے لوگوں کی تنبیہ اور ہمت افزائی
کے لیے تھی تو بھی وہ سب کے

سب اپنی تعلیمات و پیشگوئیوں کے
وسیلہ سے اس موعودہ نجات دہندہ
کی آمد کی تیاری کر رہے تھے جس
کے آنے کا الٰہی اعلان حضرت ابراہیم و
اسحاق و یعقوب اور موسیٰ کے وسیلہ
سے ہو چکا تھا۔" (۱۶۰)
حضرت ابراہیم اور دیگر انبیاء
کے واسطہ سے کیے جانے والے "الٰہی
اعلان" کی تکمیل اور "موعودہ نجات
دہندہ کی آمد" کی سینکڑوں برس سے
کی جانے والی "تیاری" کے کیے کرائے
پر پانی یوں پھرا کر بزبان فانڈر ہی
"یہودیوں نے جیسا کہ انجیل
میں مرقوم ہے موعودہ نجات
دہندہ خداوند یسوع مسیح
کو رَد کر دیا۔" (ص۱۵۸)

● "بنی اسرائیل میں جو لوگ
پرہیزگار اور خدا ترس تھے وہ ان پیشین
گوئیوں سے اس کی آمد کے وقت سے
متعلقہ بڑے بڑے واقعات معلوم کر
سکتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ کس مقام پر
اور کس خاندان سے پیدا ہوگا۔ اس
کی اخلاقی رَوِش اور اس کی ذات کی
الوہیت وہ کس قسم کے کام کریگا۔
بنی آدم کی خاطر وہ کیا کیا دکھ اٹھائے
گا۔ کیونکر مارا جائے گا اور قبر میں
سڑنے نہیں پائے گا۔ بلکہ پھر مردوں میں
سے جی اٹھے گا۔ وہ نیز اس نجات
کی حقیقت کو سمجھ سکتے تھے جو وہ
بنی آدم کو سامنے پیش کرنے کو
تھا۔" (ص۱۶۰)

ہم یہودیوں کے نظریہ مسیح پر
تفصیل سے الگ مضمون لکھیں گے۔
بفضلہٖ تعالیٰ۔ یہاں صرف اتنی گزارش
کرنے پر ہی اکتفا کریں گے کہ یہودی
ان صفات والے مسیح کے ہرگز ہرگز
انتظار میں نہیں ہیں۔ اسی لیے پادری
صاحب نے بھی مذکورہ صفات کا حوالہ
نہیں دیا اور بے پَر کی ہی اڑائی ہیں۔
جو نجات "مسیح بنی آدم کو پیش کرنے
کو تھا" یہودیوں نے اسے مسیح کو
صلیبی موت مروا کر "سمجھا"۔

● "رُوئے زمین پر خداوند
یسوع مسیح ہی ایک بے گناہ انسان ہوا
ہے۔" (۱۶۶)
یہ خود ساختہ مسیحی نظریہ ہے۔
کتاب مقدس میں لکھا ہے۔
"وہ جو عورت سے پید ہوا
ہے، کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔"
(کتاب ایوب ۲۵:۴)

● "مسیحی اس بات پر ایمان
رکھتے ہیں کہ کتب بائبل کے لکھنے
والوں کو الہام کی برکت ملی۔" (۱۶۶)
وہ اس طرح کہ انہوں نے
تو ان کتابوں کو یہ سوچ کر بھی
نہیں لکھا تھا کہ ہم کسی مقدس کتاب
کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو
انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۱-۱۹۱۰
جلد ۳ ص۸۷۲) مصنفوں کو ملہم ہونے
کا دَرجہ تو انہیں مسیحی کونسلوں اور
کمیٹیوں نے دیا تھا۔

● "بائبل میں چند ایسی تعلیمات
جو ہماری محدود انسانی عقل میں نہیں
آ سکتیں۔" (۱۶۷)
مثلاً خدا کا ٹھنڈے وقت باغ
میں پھرنا (پیدائش ۳: ۸) خدا اور
یعقوب نے باہم کشتی لڑی جس میں
یعقوب، خدا پر غالب آیا۔ (پیدائش باب ۳۲)
اور نئے عہد نامہ کی تعلیمات مثلاً
انسانیت و الوہیت مسیح، ثالوث پاک
کفارہ، انسان کا موروثی گناہ۔

● "افلاطون اور ارسطو کی
تصنیفات سے بھی یہی ظاہر ہو گا۔
ان داناؤں نے بھی ذات باری تعالیٰ
کے بارے میں کبھی ایسی تعلیم نہیں
دی۔" (۱۷۱)
جیسے بائبل کی "توحید ذات باری
تعالیٰ میں الٰہی و غیر منقسم تثلیث کی تعلیم"
(میزان الحق ص۲۲۵) نے واضح، صاف
اور صریح بنا دیا ہے۔

● "ناخواندہ اور جاہل لوگ
اکثر کہا کرتے ہیں کہ مسیحیوں کے پاس
کوئی شریعت نہیں جس میں خدا کے
اوامر و نواہی مندرج ہوں، لیکن اس
قول کی تردید کے لیے یہ حقیقت کافی
ہے کہ عہدِ عتیق کی اخلاقی شریعت
کی پابندی و اطاعت ہم پر فرض
ہے۔" (۱۸۱)
تو اس میں مسیحیوں کی خصوصیت
کیا رہ گئی؟ گویا خصوصیت تھی رسمی
شریعت ماننے میں جسے پولس اور اس
کے ہمنوا لعنت قرار دیتے ہیں۔

● "بائبل کے تمام اختلافات

قرآت پر نظر کرنے سے ہرگز ہرگز مسیحی دین کی کسی تعلیم میں کسی طرح کی تبدیلی نظر نہیں آتی۔" (۱۳۰)

معزز قارئین! مسیحیت تو ایسا کھلا کھاتا ہے کہ یہاں کتابوں کے لحاظ سے کمی بیشی سے بھی "ہرگز ہرگز مسیحی دین کی کسی تعلیم میں کسی طرح کی تبدیلی نظر نہیں آتی۔"

سلاطینِ اسلام اپنے کردار کے آئینہ میں

دتو رام کوثری ——— مرسلہ: سید رضی الحسن، لائل پور

مسجد سے آرہے تھے جو اک روز بوتراب رضؓ
بازارِ کوفہ میں یہ کسی نے کیا خطاب

اب تو خلافت آپ کو دنیا میں مل چکی
پھر کیوں قبا کا حال ہے پہلے سے بھی خراب

بوسیدگی لائق پیوند بھی نہیں
اب اس قبا سے آپ کو لازم ہے اجتناب

اب کیا رہا ہے اس کو جو ڈالا گلے میں ہے
پیوند بے شمار ہیں اور چاک بے حساب

بنوائیے پھر قبا، نفیس اے امیرِ دین
فضلِ خدا سے شاہِ شہنشاہ ہیں جناب

کس کام پھر یہ آئے گا سیم و زر و طلا
ہے بعد مرگ گنج گراں بہ مثلِ خواب

یہ بات سن کے حیدرِ کرارؓ رو پڑے
آہستگی سے اس کو دیا اس طرح جواب

نازک معاملہ ہے رعایا و شاہ کا
محکوم سے زیادہ ہے حاکم کا اضطراب

ہے بندہ پروری سے زمانہ میں سروری
ذرہ نوازیوں سے ہے اجلالِ آفتاب

سلطاں کی شکل چاہیئے سب سے حقیر تر
بے کسوں کو تاکہ نہ ہو یاس و پیچ و تاب

جو ہے خزانہ پاس میرے وہ میرا نہیں
حق العباد کھاتے ہیں خالق کا ہے عتاب

محنت سے پیٹ بھر کے بھی خالق کا خوف ہے
روزِ جزا خدا سے مبادا ہو کچھ حساب

بنواؤں پھر نیا قبا اب کہاں سے مَیں
پیری میں مژدہ غم کی زیادہ نہیں ہے تاب

شاہی میں ہے یہ شکلِ گدایاں اس لیے
ایسا نہ ہو کہ مجھ پہ قیامت میں ہو عذاب

اللہ رے عدلِ بادشاہ جملہ اولیاء
اب تک ہے جس کے ذکر سے مخلوق فیضیاب

بے شک وہی ہے بادشاہِ دہر کامگار
بے شک ہے عہد اس کے زمانے میں باصواب

بے شک عروج اس کی حکومت کو ہے سدا
بے شک اسی کے مضم زلوں کا ہے عتاب

یعنی ہے جس کا شیوہ رعیت کی پرورش
قانونِ ملک جس کا ہے انصاف کی کتاب

انصاف یہ نہیں ہے رعایا ہو نالاکش
سلطاں ہو محوِ محفلِ چنگ و دف و رباب

اس سے زیادہ ظلم نہیں اور کوثری
بھوکا ہو ملک اور پیئے بادشاہ شراب

طِبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

بچے کی جسمانی کمزوری

س: میرا بچہ بعمر پانچ سال جسمانی طور پر کمزور ہے۔ رنگت زرد اور چہرہ اترا ہوا ہے، روزانہ اجابت ہوتی ہے لیکن شدید دشواری اور قبض کے ساتھ۔ بھوک بالکل نہیں لگتی۔ پھل، روٹی کسی چیز کے کھانے کے نزدیک نہیں جاتا۔ دو لقمے کر اس کا جی بھر جاتا ہے۔ تھوڑی دور تک چلنے سے تھک جاتا ہے مٹی کھانے کی عادت بالکل نہیں۔ ایسا نسخہ تجویز فرمائیں جس سے بچہ کھانے پینے لگے اور اس کی جسمانی کمزوری دور ہو جائے۔

محمد حبیب اللہ ضیائی

قصبہ ساہیوال تحصیل شاہ پور (سرگودھا)

ج: بھوک لگنے کے لئے یہ نسخہ بنا کر استعمال کریں:

طباشیر، تخم الائچی سبز، مغز کنول گٹہ، جائفل، باچھڑ، اگر، ناگ کیسر، لونگ، مرچ سیاہ، برادہ صندل سفید، زنجبیل، زیرہ سیاہ، کنکول، چنزا، فلفل دراز، خس، بھیم سینی کافور، چینی سب چیزیں ہموزن لے کر سفوف بنا لیں اور صبح دوپہر شام ½ ۲ ماشہ پانی کے ساتھ کھلائیں۔

قبض رفع کرنے کے لئے روزانہ رات سوتے وقت گلقند ½ ۲ تولہ پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

دائمی قبض

س: مجھے دائمی قبض کی شکایت ہے۔ براہ کرم اس کے لئے مناسب علاج بتائیں۔

عبدالصمد، احمد جنرل سٹور فتح خاں بازار، بہاولپور

ج: آپ نے اپنے بارے میں تفصیل سے نہیں لکھا۔ بہرصورت آپ مندرجہ نسخہ جات استعمال کریں۔ نیز قبض رفع کرنے کے لئے بکثرت پھل اور سبزیاں استعمال کریں (۱) روزانہ رات سوتے وقت گلقند ۵ تولہ پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

(۲) طبیعت میں اگر گرمی ہو تو روزانہ رات سوتے وقت اسبغول ۲ تولہ پاؤ بھر گرم دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

(۳) ہفتے میں ایک دن، دن کے وقت روغن تخم بیدانجیر (کسٹر آئیل) ۵ تولہ پاؤ بھر گرم دودھ میں ملا کر پی لیا کریں۔

آنکھوں سے پانی بہتا ہے

س: میری آنکھوں سے ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے نیز آنکھوں میں سرخی رہتی ہے کھانا پینا بہت ہوں لیکن جسم میں خون نہیں بنتا۔ میری عمر ۲۲ سال ہے قد ۵ فٹ ہے۔ قد بڑھانے کا کوئی نسخہ بتائیں۔ نیز چہرے پر جو کیل نکلتے ہیں ان کا علاج بتائیں۔

سید محمد اقبال شاہد

ہارون آباد روڈ۔ بہاولنگر

ج: آنکھوں کی سرخی کے لئے رسونت مصفّٰی ایک تولہ، پھٹکڑی ۱ ماشہ، عرق گلاب ۵ تولہ میں حل کر لیں، اور ڈراپر سے صبح و شام دو دو قطرے

(باقی ۶ پر)

زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:
قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ
سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مسلمانوں میں کون سا افضل ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم اور محفوظ رہیں۔

(بخاری و مسلم)

دار العلوم الاسلامیہ الجامعۃ الرشیدیہ سرزمین لودھراں کی واحد منفرد درسگاہ ہے جسمیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم عصری اور فنی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جس کا سنگ بنیاد ۴ جنوری ۱۹۸۱ء کو جانشین شیخ العرب والعجم مولانا سید محمد اسعد مدنی نے رکھا۔ اس عظیم ادارے کو حافظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبداللہ درخواستی جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور لاہور۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب بہلوی جیسی عظیم شخصیات اولیائے کامل کی سرپرستی حاصل ہے جن کا خلاص، محنت دیانت پر مشتمل نشان (ماٹو) جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس عظیم ادارے میں باقاعدہ تعلیم کے لیئے ماہرین تعلیم تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل کر لی گئیں ہیں۔

اس سال کا تعلیمی کورس

فی الحال ابتدائی طور پر

شعبہ قرآن مجید میں حفظ و ناظرہ کی مکمل تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے

شعبہ کتب دینیہ میں ابتدائی کتب فارسی عربی کی تعلیم دی جائیگی

شعبہ اردو میں پرائمری تک کا انتظام ہے۔

شعبہ فن و حرفت میں جلد سازی۔ الیکٹرک وائرنگ، موٹر ریوائنڈنگ ویلڈنگ اور خراد کا انتظام ہے انشاء اللہ طالبات کیلئے سلائی کڑھائی کی تربیت کا انتظام ہوگا۔

اس سال داخلہ محدود ہوگا

مذہبی گروہ بندی اور سیاسی پارٹی بازی سے بالاتر۔ صرف مذہب اسلام سے محبت رکھنے، محنت کرنے اور اپنی زندگی کا احساس رکھنے والے طلبا و طالبات رجوع کریں

داخلہ ۳ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۵ جولائی ۱۹۸۲ء بروز اتوار سے شروع ہوگا

غریب طلباء کیلئے انتظام خورد و نوش کے علاوہ **نقد وظائف**۔ طالبات کیلئے باپردہ تعلیم کا انتظام۔ تمام طلباء کیلئے جسمانی ورزش اور فوجی تربیت لازمی ہوگی۔
مخیر حضرات سے ادارہ ہٰذا سے زکوٰۃ عشر عطیات کی صورت میں تعاون کی اپیل ہے

اپنی اولاد کی دینی و دنیاوی طور پر صحیح تعلیم و تربیت کیلئے دار العلوم الاسلامیہ الجامعۃ الرشیدیہ (رجسٹرڈ) کا انتخاب کیجیے

ملک کی نامور شخصیات علماء کرام مشائخ عظام عنقریب ادارہ کا باقاعدہ افتتاح فرمائیں گے !!

الداعی الی الخیر: خادم علماء حق سید سعید احمد عرفانی بانی و مہتمم دار العلوم الاسلامیہ الجامعۃ الرشیدیہ (رجسٹرڈ) بہاولپور روڈ لودھراں ضلع ملتان

حدیث اور معاشرت

ترتیب — محمد منصور الزمان صدیقی

حق ہمسایہ

اگر تیرا پڑوسی تیرے تنور میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا سامان ایک آدھ دن کے لئے تیرے گھر میں رکھنا چاہے تو تُو اسے منع نہ کر۔

ایمان کا تقاضا

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی عزت کرے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کو آزار نہ دے۔ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات منہ سے نکالے ورنہ چپ رہے۔ (البخاری)

دست کشی

جب دستر خوان بچھایا جاتے تو کوئی شخص نہ اٹھے۔ یہاں تک کہ دستر خوان رکھا نہ جائے اور اپنا ہاتھ کھانے سے نہ کھینچے۔ یہاں تک دوسرے لوگ اطمینان سے نہ کھا لیں۔ خواہ وہ خود سیر ہو ہی گیا ہو اور اگر پہلے اٹھنا چاہتا ہے تو اپنا عذر بیان کر دے۔ عذر کے بغیر دست کشی کرنا دوسروں کو شرمندہ کرنا ہے اور وہ بھی اپنے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور ممکن ہے انہیں کھانے کی حاجت ہو۔

صبر کا پھل

جو شخص مانگنے سے بچے گا، خدا اسے محتاجی سے بچائے گا۔ جو طبیعت کو مجبور کر کے صبر کرے گا، خدا اسے صبر کی توفیق دے گا اور صبر سے بہتر اور فراخ چیز کوئی نہیں۔

طلب تقاضا

جو تم سے پناہ مانگے اُسے پناہ دو، جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے، اسے دو اور جو تمہیں دعوت پر بلائے اس کی دعوت قبول کرو۔

مفارقت

جو کوئی ماں اور اس کے بچوں کے درمیان جدائی ڈالے گا خدا قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

سُود خوار

معراج کی رات میں میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے بڑے گھڑے اور ان میں سانپ تھے جو پیٹوں سے باہر کی طرف سے دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا یہ سود خوار ہیں۔

خواص و عوام

خدا عام لوگوں کا خاص لوگوں کے گناہوں کے باعث مواخذہ نہیں کرتا۔ جب تک کہ خواص اپنے سامنے بڑے کام ہوتے دیکھیں اور ان کے مٹانے پر قادر ہوتے ہوئے انہیں نہ مٹائیں پس جب خواص ایسا کرتے ہیں۔ تو خدا عوام اور خواص دونوں کو عذاب دیتا ہے۔

مبالغہ

جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو

(باقی ۶ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

ٹیلی فون نمبر ۶۳۹۸۴ | خدام الدین | رجسٹرڈ ایل نمبر

تخصص فی التفسیر

مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں "تخصص فی التفسیر" کا ڈیڑھ سالہ کورس شروع کیا جا رہا ہے۔ باصلاحیت اور صاحب استعداد طلبہ کا محدود تعداد میں داخلہ ہوگا۔ جس کے لئے شرائط حسب ذیل ہیں :۔

- درس نظامی کا فارغ ہونا۔
- عمر ۲۲ سال۔
- جس مدرسہ سے فارغ ہوا ہے اس کے مہتمم کی کیرکیٹر کے متعلق سند۔
- داخلہ انٹرویو کے بعد ہوگا
- تخصص فی التفسیر کے ساتھ میٹرک کی تیاری۔
- مولوی فاضل کے بعد ایف اے، بی اے تک کی تیاری۔
- داخلہ کے بعد مدرسہ کی طرف سے جملہ سہولتیں فراہم ہوں گی۔ اور فراغت کے بعد عملی میدان میں کھپانے کی کوشش۔

۱۸ شوال کو صبح ۹ بجے انٹرویو کے لئے تشریف لائیں

المعلن :۔ ناظم مدرسہ قاسم العلوم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور